رسائل و مسائل

کویت میں امتناعِ شراب کا تجربہ

سوال: حال ہی میں کویت کی مسلم حکومت نے امتناعِ شراب کا مبارک اقدام کیا ہے۔ اس اقدام کی اطلاع آپ کو بھی ہو گی لیکن اسی کے ساتھ ایک افسوسناک پہلو میرے علم میں یہ بھی آیا ہے کہ دولت و اثر رکھنے والی کالی بھیڑیں کویت کے اس اقدام کو ناکام کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈوں سے کام لے رہی ہیں۔ حکومتِ کویت اور وہاں کی اسلام پسند تنظیمیں اس الجھن کو حل کرنا چاہتی ہیں۔ کیا آپ اس بارے میں کوئی مشورہ دے سکتے ہیں؟

جواب: (از نعیم صدیقی صاحب)۔ اسلامی دنیا میں اب تک صرف ایک مملکت — سرزمینِ حجاز — شراب کی لعنت سے پاک رہی ہے۔ یہ اطلاع ہم سب مسلمانوں کے لیے باعثِ مسرت ہے کہ اب حکومتِ کویت نے بھی امتناعِ شراب کے لیے قانونی اقدام کر دیا ہے۔ مگر مسرت کے ساتھ ساتھ یہ پریشانی بھی آپ کی طرح ہمیں بھی لاحق ہے کہ آیا حکومتِ کویت ان بیرونی اور اندرونی طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گی جو اس کے اس عظیم دینی اقدام کو ناکام کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیں گی۔ تازہ خبروں اور لٹریچر سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق کویت میں امتناعِ شراب کے تجربے کو ناکام بنانے کے لیے پُرزور تخریبی حرکت کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور آپ کے خط سے بھی اس کی تصدیق ہو گئی ہے۔ اس سلسلے میں باشندگانِ کویت اور مسلمانانِ عالم کو چند حقائق سے اچھی طرح آگاہ

(بقیہ: اسلامی قانون کے اہم امتیازات)

مگر جہاں تک دنیوی قوانین کا تعلق ہے، وہ فقط لوگوں کے باہمی معاملات ہی کی تنظیم و تنسیق کو مقصد بناتے ہیں، اور خالق کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے مخلوق کے باہمی تعلقات کو درست کرنے کا مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا۔

ہونا چاہیے۔

تہذیبِ الحاد کی علمبردار مادہ پرست طاقتوں نے مسلمان معاشروں کو کمزور کرنے انہیں اپنا شکار بنائے رکھنے کے لیے جہاں فکری اور نظریاتی میدان میں طویل عرصے سے ایک غیر مختتم جنگ چھیڑ رکھی ہے وہاں مسلمانوں کی ایمانی و اخلاقی قوت کو تباہ کرنے کے لیے ان کے وسیع مسلم دشمن منصوبے کا ایک اہم جزو یہ بھی ہے کہ شراب، نمائشِ برہنگی بے حیائی، عریانی، ہوس آموز موسیقی، جنسیت انگیز رقص، اخلاق سوز فلموں، گندی تصویروں، اور سفلی رسالوں اور ناولوں کی وبا کو عالمِ اسلام میں عام کر دیا جائے۔ دورِ حاضر کی ہوس پرستانہ اور رندانہ ثقافت کے ان تمام عناصر کا مرکز جامِ شراب ہے جس طرح چاہِ بابل کی روایتی زُہرہ نے اپنے اسیرانِ حُسن کو سب سے پہلے صہبا کی لہروں ہی میں غوطہ دیا تھا، اور پھر تمام جرائم کے لیے شرحِ صدر ہو گیا۔

واضح رہے کہ شراب، مُسکرات اور زنا کو پھیلانے کی اِس انسانیت سوز مہم میں یہودی ادارے ساری دنیا میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں، اور مستند مآخذ گواہ ہیں کہ غیر یہودیوں کو خراب کرنے کے لیے ان کے تیار کردہ تخریبی منصوبے کا یہ بہت بڑا حصہ ہے حتیٰ کہ امریکہ میں رس کے برسرِ اقتدار طبقے کی گردن پر یہ اپنے سرمائے اور پبلسٹی کے اداروں کے ذریعے مسلسل مسلط رہے ہیں؛ امتناعِ شراب کے قانون کو ناکام بنانے کا سہرا انہی کے سر بندھا ہے۔ امریکہ میں امتناعِ شراب کا قانون نافذ ہونے کے بعد دیس دیس سے شراب کی اعلیٰ اقسام بڑے پیمانے پر اسمگل کیں، خفیہ بھٹیاں قائم کیں، اور شراب کا زیرِ زمین کاروبار چلا کر دولت بھی خوب کمائی، اور امریکی حکومت اور معاشرے کے ایک اصلاحی اقدام کو ناکام بھی بنا کے چھوڑا۔ اس طرح اس اقلیتی عنصر نے سیاسی اور سماجی اور تجارتی لحاظ سے اپنے مخربِ اخلاق معرکے میں اکثریت پر فتح پالی۔

رہا مسلمان ممالک، اور خصوصیت سے عربوں کا معاملہ، سو یہودی مختلف ثقافتی پروگراموں اور کاروباری ذرموں کے پسِ پردہ بیٹھ کر عرصۂ دراز سے ہمارے معاشروں کو شراب اور فسق و فجور کا گھن لگانے کے لیے سرگرم کار ہیں۔ فلسطین میں اپنے ناجائز ریاستی وجود کو قائم رکھنے کی آدھی جنگ وہ اسی محاذ پر لڑتے چلے آ رہے ہیں۔ اور کوئی شک نہیں کہ انہوں نے مسلح جارحیت کی عیارانہ کامیابی سے پہلے مسلمان معاشروں کو اخلاق و ثقافت کے خاموش اور ٹھنڈے محاذوں پر شکستیں دی ہیں۔ یہیں سے ان کی مسلح جنگی کامیابی کا راستہ کھلا۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ وہ

مسلمان معاشرے جن میں شراب و قمار کا دور دورہ ہو، جن میں نائٹ کلب ایک خصوصیت بن چکے ہوں، جن کے گھروں میں بے شرم مغربی تہذیب نے داخل ہو کر ڈیرے ڈال دیئے ہوں، جن کی عورتوں نے منی اسکرٹ کو اپنا مستقل لباس بنا لیا ہو، جن کو ریڈیو کے ہوس پرور گانوں اور ٹیلی وژن کے شہوت ناک مناظر نے محو کر رکھا ہو، جو آسائش اور نمائش کے سامانوں کو جمع کرنے کے سوا ہر قیمتی نصب العین گم کر چکے ہوں، وہ آخر اسرائیل کی منظم، متحد، منضبط، مذہب کی پرستار (جو کچھ بھی اُس کا مذہب ہو)، اور اپنے اجتماعی مقاصد کے لیے ایثار کیش اور نہایت مسلح قوم کی جارحیت کا منہ توڑ جواب کیسے دے سکتے ہیں۔

یہودی (علی الخصوص صیہونی) خوب جانتے ہیں کہ جس معاشرے میں شراب داخل ہو جائے گی اس میں نہ صرف قمار و ربوٰ، رقص و سرود، زنا اور دوسرے جرائم از خود پھیلیں گے، بلکہ اس کی صحتیں بھی تباہ ہونگی، اس کی قوتِ ارادی بھی مضمحل ہوگی، اس کی اخلاقی قدریں بھی برباد ہونگی، حتی کہ اس کا ایمان تک مضمحل ہو جائے گا، اور اس کی پوری زندگی کو گھن لگ جائے گا۔

ہم مسلمانوں کو یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیے کہ شراب کی ایک بوتل، کوکین کی ایک گولی، اخلاق بگاڑنے والی ایک فلم، عریانی پھیلانے والی ایک تصویر، جنسیت سے سرشار رقاصہ کا ایک غمزہ، شہوت پرور موسیقی کی ایک تان ہمارے لیے توپ کے گولے اور نیپام بم سے زیادہ تباہ کُن ہے۔

عرب ممالک کو تیل سے حاصل ہونے والی دولت نے بڑی بھاری آزمائش سے دوچار کر دیا ہے۔ کسی قوم کو عجب دولت افراط سے ملنے لگے، اور خدا کی رحمت بغیر کسی لمبی چوڑی محنت کے اُس پر ہُن برسا دے تو ایسی دولت ذرا سی غفلت سے بہت بڑا فتنہ بن جاتی ہے۔ اس فتنہ سے بخیریت بچ نکلنے کی واحد راہ "شکر" کی راہ ہے۔ یعنی قوم کے سربراہ اس کے با اثر طبقے اور عوام اس پر پھولنے اور اپھر جانے کے بجائے شکر و سپاس کی راہ اختیار کریں، اور دولت کا شکر ادا کرنے کا صحیح راستہ انفاق و ایثار ہے، نہ کہ نفس پرستی۔ انفاق افراد کے لیے بھی ہونا چاہیے اور مجموعی طور پر عوام کی بہبود کے لیے بھی۔ اور دینِ حق کے فروغ و غلبہ کے لیے بھی۔ تیل کی دولت کا بہترین مصرف پہلے دن سے یہ ہونا چاہیے تھا کہ اس کی زیادہ سے زیادہ مقدار علمی و تحقیقی، رفاہی و خدمتی، دفاعی و عسکری اور صنعتی و سائنسی اداروں میں کھپا دی جاتی۔ مزید گنجائش نکلتی تو اس میں سے دوسرے پسماندہ مسلمان ملکوں کے

عوام کو حصہ دیا جاتا اور بعض مشترک بین الاسلامی فنڈز اور ادارے قائم کیے جاتے۔ اگر صرف پچھلے دس برس میں اس نقشے پر کام کیا گیا ہوتا تو اسرائیلی ریاست موجودہ قوت سے دگنی قوت جمع کر کے بھی عربوں کا بال تک بیکا نہ کر سکتی۔

لیکن سامراجی قوتوں کے دُور رس عیارانہ منصوبے بھی کیا کیا گل کھلاتے ہیں۔ انہوں نے ایک ہاتھ سے جن مسلمانوں کو ڈالر اور پونڈ دیئے، (اور اب روبل دینے والے بھی میدان میں آگئے ہیں) اور دوسرے ہاتھ سے آرائش و آسائش، تفریح و تعیّش اور فسق و فجور کے طرح طرح سامانوں کے انبار ان کے سامنے لگا دیئے۔ انہوں نے جام و مینا اور چنگ و رباب اور غیر حیادارانہ فیشنی لباسوں، نئے نئے ڈیزائنوں کی گراں بہا عمارتوں، اور طرح طرح کی رنگین و دلکش اشیاء کے بازار سجا دیئے۔ انہوں نے اپنی فاسقانہ تہذیب کی منڈی آراستہ کر کے تیل کی ادا کردہ رائلٹی کا بڑا حصہ واپس اپنی جیب میں ڈالنے کی ایسی تدبیر اختیار کی جو دنیا کی دولت کا بہت بڑا حصہ وصول کرنے والے عربوں کو کبھی اپنے پیروں پر ایک مضبوط قوت بن کر کھڑا ہونے کے قابل نہ چھوڑے۔ کاشکہ ہمارے مسلمان ممالک، اور خصوصیت سے اہلِ عرب پچھلے دس سال کے اعداد و شمار مرتب کر کے دیکھیں کہ انہوں نے کتنا روپیہ ایسی اشیاء کی درآمد پر صرف کیا جو ان کی قوتوں کو تباہ کرنے والی تھیں۔ اور صنعت، زراعت، اسلحہ سازی اور دفاع کے لیے دولت کا استعمال کہاں تک ہوا۔

ان حالات کی روشنی میں ہم حکومتِ کویت کے مبارک اقدام (امتناعِ شراب) کا خیر مقدم کرتے ہوئے وہاں کے عوام اور خصوصاً بااثر طبقوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ ایک اسلامی قانون کے احیا اور وقت کے ایک اہم تقاضے کو کامیاب بنانے میں بھرپور تعاون کریں۔ مگر ساتھ ہی ہمیں کویت کے حالات و کوائف کی روشنی میں یہ تشویش بھی لاحق ہے کہ تہذیبِ شراب و زنا کے دلدادگان اس مبارک اقدام کو ناکام بنانے کے لیے باہر سے بھی اور اندر سے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں گے۔ اور اگر خدانخواستہ امریکہ کی طرح کویت میں بھی تخریبی طاقتوں کو کامیابی حاصل ہو گئی اور حکومت کا اقدام ناکام رہا تو پھر نہ صرف یہ کہ شراب اور متعلقہ فسق و فجور کا طوفان اور زیادہ زور پکڑ جائے گا اور پھر کوئی امتناعی اقدام کرنا مشکل ہو جائے گا، بلکہ حکومت کے لیے اسلامی راہ پر مزید اصلاحی و تعمیری کوششیں کرنے کے راستے بھی بند ہو جائیں گے۔

اس سلسلے میں بیرونی قوتوں کا کارنامہ یہ ہے کہ ہماری اخباری معلومات کے مطابق شراب اور دیگر مُسکرات کو کویت میں سمگل کر کے پہنچانے کے لیے ہر ممکن صورت اختیار کی جا رہی ہے۔ مثلاً لبنان سے آنے والے پھلوں کے

کریٹوں سے شراب کی بوتلیں برآمد ہوتی ہیں اور گمی کے کنستروں میں بھری ہوئی کوکین اور ہیمنگ چرس پکڑی گئی ہے۔ اور اس سے زیادہ دردناک پارٹ اندر کے ان نام نہاد مسلمانوں کے خوش حال اور با اثر طبقے کا ہے جو شراب کو اس طرح لازمۂ سیاست بنا چکے ہیں کہ نہ انہیں قرآن اور ارشاداتِ رسول کا پاس ہے، نہ وہ شراب کے مفاسد و مضرات کی پروا کرتے ہیں۔ نہ وہ اُس سانحۂ عظیم سے عبرت کا کوئی درس لیتے ہیں جو جون ۱۹۶۷ء میں پیش آچکا ہے، اور نہ انہیں یہی احساس ہے کہ وہ اور تمام مسلمان کن کن مسلم دشمن قوتوں کے کیسے کیسے خطرناک منصوبوں سے دوچار ہیں۔ نفسانیت کے یہ اندھے مریض موٹروں میں بیٹھ کر ہفتہ وار چھٹی منانے کے لیے سیدھے بصرے جا پہنچتے ہیں اور وہاں ہفتہ بھر کی محرومیٔ شراب کا دل کھول کر حساب چکاتے ہیں۔

حکومت کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ یہی وہ طبقہ ہے اور یہی وہ مریضانِ نفسانیت اور مریدانِ تہذیبِ باطل ہیں جو ـــــ خواہ مصر میں پائے جائیں، یا کویت میں یا کسی دوسرے مسلم ملک میں ـــــ ہماری ساری تباہیوں اور شکستوں اور مصیبتوں کے ذمہ دار ہیں۔ ان کا وجود ملت کے لیے ناسور بن گیا ہے اور واقعات کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرنے والے اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہی عنصر عربوں کی حالیہ شکست اور لاکھوں باشندگانِ فلسطین کی خانماں خرابی کا باعث ہے۔

اب جبکہ حکومتِ کویت نے ایک مفسدۂ عظیم کا قلع قمع کرنے کے لیے فیصلہ کُن قدم اُٹھا دیا ہے تو اسے کسی حال میں پیچھے نہ ہٹنا چاہیے، بلکہ اس پر قائم رہنے اور اسے کامیاب بنانے کے لیے اس کو اس کی مخالفت میں کام کرنے والے بیرونی اور اندرونی دونوں عناصر کی پوری سختی سے سرکوبی کرنی چاہیے۔ کسی بھی کمزور اور ادھورے اقدام سے ہزار درجہ بہتر یہ ہوتا ہے کہ سرے سے کوئی اقدام کیا ہی نہ جائے۔ اور اگر قدم اٹھایا ہی گیا ہو تو پھر وہ بھرپور ہونا چاہیے[1]۔

---

[1] ویسے بہتر تھا کہ حکمتِ اصلاح کے تحت تدریجی اقدام کیے جاتے۔ ایک سہ سالہ یا پنج سالہ منصوبہ بنایا جاتا جس کا منشا یہ ہوتا کہ موجودہ خوگرانِ معصیت پر آہستہ آہستہ پابندیاں لگائی جائیں، اور نئی نسلوں کو بچانے کے لیے مضبوط تدابیر اختیار کی جائیں۔ اب بھی اگر مناسب ہو تو دیرینہ خوگرانِ منشیات کے لیے (ایک خاص حدِ عمر مقرر کر دی جائے، مثلاً ۳۵ سال سے اوپر) حسبِ ذیل طریق تدریج سے انسدادی اقدام کیا جائے:۔ (باقی صفحہ ۵۵ پر)

بیرونی اور اندرونی عناصر کی شرانگیزیوں کا علاج کرنے کی تدبیریں یہ ہیں:

(۱) باہر سے (بری، بحری اور فضائی راستوں سے) آنے والے تجارتی اور نجی ہر قسم کے سامان کی نہ صرف کسٹم کا عملہ مکمل پڑتال کرے بلکہ کچھ عرصے کے لیے مختلف آبادیوں میں داخل ہونے پر سامان کا دوبارہ جائزہ لینے کے لیے خاص چوکیاں تمام راستوں پر قائم کی جائیں۔ اس غرض کے لیے زائد عملہ بھرتی کیا جاسکتا ہے۔

(۲) وہ تمام افراد جو شراب اور دوسری حرام چیزوں کی ناجائز طریقوں سے درآمد (سمگلنگ) کے جرم پائے جائیں، ان کو نہایت سنگین سزا دی جائے۔ خواہ وہ لمبی قید یا مشقت کی صورت میں ہو، یا ضبطی جائداد کی شکل میں، یا کوڑوں اور تاوانوں کی صورت میں، اور یہ مختلف سزائیں جمع بھی کی جاسکتی ہیں۔ یہ محض عام قسم کی سمگلنگ نہیں ہے بلکہ یہ خلاف ورزی شریعت، معاشرے کی اخلاقی تباہی کی کوشش اور حکومت کے مطابقِ دین تعمیری و اصلاحی فیصلوں کو ناکام بنانے کی کوشش بھی ہے۔ یہ ایک جرم بہت سے بڑے بڑے جرائم کا مجموعہ ہے۔ اس تعزیری معاملے میں جلاوطنی یا سزائے موت تک دی جاسکتی ہے۔

(۳) باہر کی جن فرموں یا جن تاجر اشخاص کے بھیجے ہوئے سامانوں میں سے شراب وغیرہ برآمد ہو، ان کو کویت میں تجارت جاری رکھنے کے حق سے کسی خاص مدت (مثلاً ۵ سال) کے لیے محروم کر دیا جائے۔

(۴) اس قسم کی اسمگلنگ کا ذریعہ اگر کوئی موٹر گاڑی وغیرہ ہو تو اسے ضبط کر لیا جائے، اور باہر کا کوئی بحری یا ہوائی جہاز ہو تو اس کی کمپنی کے جہازوں کا داخلہ بند کر دیا جائے۔ اور اگر خود کویت کی کسی کمپنی کے جہاز کو استعمال کیا گیا ہو تو اس پر نہ صرف بھاری جرمانہ کیا جائے بلکہ سمگلنگ کے ذمہ دار افراد یا جنہوں نے مال لادتے ہوئے جانچ پڑتال میں کوتاہی برتی ہو، ان کو تحقیقات کے بعد سزا دی جائے۔

(بقیہ ص۵۴) (۱) کوئی شخص جو شراب یا ایسی کوئی دوسری چیز استعمال کرتا ہو، اُسے ایک متعین مدت کی مہلت دی جائے۔

(۲) اسی دوران میں اس کے لیے لازم قرار دیا جائے کہ وہ باقاعدہ اقرار نامہ اس حلفیہ وعدے کے ساتھ داخل کرے کہ وہ اس حرام چیز کو ترک کرنے کی سعی کرے گا اور اپنی سعی کی ماہانہ رپورٹ داخل کرے گا۔

(۳) ایسا اقرار نامہ داخل کرنے والے کے لیے بھاری فیس مقرر کی جائے، اور اس فیس میں ہر مہینے اضافہ کیا جاتا رہے۔

(۴) اس مہلت کی مدت ختم ہونے کے بعد جو شخص بھی شراب پیے اسے وہی سزا دی جائے جو شریعت میں مقرر ہے۔ پھر اس امر کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے کہ اس جرم کا مرتکب کون ہے۔

(۵) ایسے تمام افراد پر سی آئی ڈی مامور کر دی جائے جن کے متعلق حکومت کے نوٹس میں یہ بات آجائے کہ وہ شراب کے عادی ہیں اور قانونِ امتناع کے بعد بھی اسے ترک نہیں کر رہے۔ ان کی فہرستیں تیار کی جائیں اور پھر ان کی کڑی نگرانی کی جائے۔ ان میں سے جو لوگ کویت سے باہر جا کر شراب پیتے ہوں (اور اس کے لیے مصدقہ رپورٹ مل جائے) ان کو کویت سے باہر نکلنے سے روک دیا جائے۔ باہر بھی خفیہ نگرانی کے انتظامات کیے جاسکتے ہیں۔

(۶) درآمدی مال کی جانچ پڑتال کرنے یا عادی شراب نوشوں کی نگرانی کرنے والا عملہ اگر اپنے کام میں کوتاہی دکھائے تو اس کے مجرم افراد کو بھی عبرت ناک سزا دی جائے۔

(۷) تمام ہوٹلوں، کلبوں، قہوہ خانوں اور تفریحی مراکز کی کڑی نگرانی کی جائے، اور جہاں ذرا بھی شبہ ہو، فوراً تلاشی لی جائے۔

(۸) دواؤں کی دکانوں پر بھی نگاہ رکھنا ضروری ہے۔

(۹) سرکاری ملازمین اور شہریوں میں اعلان کر دیا جائے کہ شراب نوشی کی کسی مجلس، یا شراب کے کسی اسٹاک کی صحیح مخبری کرنے یا حالتِ نشہ میں کسی شراب نوش کو گرفتار کرانے پر اُن کو حکومت کی طرف سے انعام دیا جائے گا۔

(۱۰) ایک خاص مدت مقرر کر دی جائے (مثلاً ۶ ماہ) کہ اگر اس مدت میں کوئی شخص (قانون کی سزا بھگت کر بھی) مسلمان رہتے ہوئے شراب ترک نہ کرے اور خلاف ورزیٔ شریعت پر بضد ہو تو اس کے لیے حسبِ ذیل صورتوں میں سخت ترین کارروائی کی جائے:-

— وہ اگر کسی سرکاری ملازمت میں ہو تو اسے برطرف کر دیا جائے۔

— وہ اگر کسی کاروباری فرم میں حصہ دار ہو تو اس کا حصہ ضبط کر کے ختم کر دیا جائے۔

— وہ اگر کوئی املاک رکھتا ہو تو وہ سب ضبط کر لیے جائیں۔

— اسے تائب ہونے تک قید میں رکھا جائے۔

(۱۱) ان تدابیر کی پشت پر تعلیم و تلقین اور نشر و اشاعت (پریس، ریڈیو وغیرہ) کے تمام ذرائع کو کام میں لایا جائے، جلسے منعقد کرائے جائیں، تنظیمیں قائم کی جائیں، پوسٹر اور کتبے جگہ جگہ چسپاں کر دیے جائیں اور عوام کے لیے نعرے اور ماٹو وضع کیے جائیں

لیکن ان ساری تدبیروں کے ساتھ دو اصولی باتیں لازم ہیں :-

اولاً، یہ کہ حکمران خاندان کے طبقے کا کوئی فرد شراب یا نشہ آور چیزوں کے استعمال میں خود ملوث نہ ہو، کسی سرکاری محفل یا محل یا ادارے یا دفتر یا تقریب یا ضیافت میں شراب کا ایک قطرہ بھی داخل نہ ہونے پائے۔

ثانیاً، امتناعِ شراب اور اس سے متعلقہ قوانین و احکام کی خلاف ورزی کرنے والا چاہے کسی بھی سیاسی، سماجی یا اقتصادی مرتبے کا ہو، اس کا کوئی لحاظ کیے بغیر اُسے شکنجۂ عقوبت میں کسا جائے۔

اِن دو شرطوں کو پُورا کرنے میں اگر ذرہ بھر بھی رخنہ رہ گیا تو پھر نہ اوپر کی بیان کردہ تدابیر کامیاب ہو سکتی ہیں اور نہ حکومت اپنے شاندار اقدام پر مضبوطی سے قائم رہ سکتی ہے۔

ان خیر خواہانہ گذارشات کے ساتھ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے حکومتِ کویت امتناعِ شراب کی مہم میں کامیاب ہو کر دوسرے مسلمان ممالک کے لیے ایک قابلِ تقلید مثال پیش کرنے کے قابل ہو سکے۔

(نوٹ : اس جواب کا عربی ترجمہ کویت بھیج دیا گیا ہے)